ہبہ اور عمریٰ کی فقہی توضیح: اصول، شرائط اور ائمہ اربعہ کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

Jurisprudential Clarification of Hiba and Umrah: An Analytical Study of Principles, Conditions and Opinions of Four Imams

Dr Muhammad Haroon [1]
Dr Hafiz Muhammad Hassan [2]
Dr Hafiz Abdur Rahim [3]

Abstract:

Living in harmony is an inherent part of human nature. In this context, interactions such as trade, contracts, participation in rituals, and giving gifts are essential aspects of human life. The beauty of social life lies in peace and security, and this is only possible when every individual possesses feelings of brotherhood, selflessness, and sacrifice. This is why the Messenger of Allah (PBUH) provided various guidelines to preserve this harmony in society. One of the important aspects of these guidelines is the act of giving hibah (gift), as it fosters love, affection, and good relations, which act as a protection against many calamities. Islam stands out by issuing detailed rulings on all aspects of human life, especially concerning transactions. In particular, Islamic law places great emphasis on the correctness of financial dealings, as any mistake in these matters can lead to conflict and discord, creating insecurity in society. One such transaction is hibah, and Sharia not only highlights its virtues but also provides detailed rules regarding it. Hibah has various forms, the most well-known being 'Umrah. In this article, not only will the jurisprudential status of hibah and 'Umrah be brought to light, but the conditions and components mentioned by the esteemed jurists will also be outlined, which are essential to understand.

Keywords: *trade, contracts, participation in rituals, Hibah, Umrah, various guidelines*.

مل جل کر رہنا انسان کی سرشت کا حصہ ہے، اس ضمن میں ایک دوسرے کے ساتھ لین دین، معاہدات، رسومات میں شرکت اور ایک دوسرے کو ہدیہ وعطیہ دینا، انسانی زندگی کا ضروری حصہ ہے۔ معاشرتی زندگی کا حسن امن وامان ہے، اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہر انسان ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارہ، ایثار وقربانی کے جذبات نہ رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس معاشرے کے اس حسن کو برقرار رکھنے کے لیے مختلف ہدایات دی ہیں۔ ان ہدایات میں سے ایک اہم چیز ایک دوسرے کو ہبہ دینا بھی ہے، کہ اس سے دلوں میں محبت والفت اور تعلقات میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے جو بہت سی آفتوں سے حفاظت ذریعہ ہوتی ہے۔ دین اسلام کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق اپنے تفصیلی احکام صادر فرمائے

[1]. Assistant Professor Department of Islamic Studies University of Sargodha muhammad.haroon@uos.edu.pk
[2]. Assistant Professor,Department of Islamic Studies,University of Sargodha amuhammad.hassan@uos.edu.pk
[3] . Assistant Professor (v) Department of Islamic Studies,University of Sargodha rao.a.rahim@hotmail.com

ہیں۔ بالخصوص لین دین کے معاملات میں ہمیں شریعت بہت زیادہ حساس معلوم ہوتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ جب لین دین کے معاملات میں درستگی نہیں ہوگی تو اس سے انسانوں میں تصادم اور ٹکراو کی فضا پیدا گی جو معاشرے میں بے امنی کا سبب بنے گا۔ لین دین کے معاملات میں سے ایک ہبہ بھی ہے، شریعت مطہرہ نے اس عقد کی نہ صرف فضیلت بتائی ہے بلکہ اس کے مفصل احکام بھی ارشاد فرمائے ہیں۔ ہبہ کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں سے معروف ترین عمریٰ کہلاتی ہے۔ مقالہ ہذا میں ہبہ اور عمری کی نہ صرف فقہی حیثیت کو منصہ شہود پر لایا جائے بلکہ فقہائے کرام کی طرف سے ذکر کی گئی شرائط اور ارکان بھی درج کیے جائیں گے جن کا جاننا از حد ضروری ہے۔ پھر عمریٰ چونکہ ہبہ کی ایک شکل ہے اس لیے عمریٰ کے بارے میں جاننے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ کا مفہوم اس کے تام ہونے کی شرائط اور ارکان اور اس کے بارے میں آگاہی حاصل کر لی جائے:

ہبہ کا لغوی مفہوم

لغت میں ہبہ کے معنی بخشش، عطیہ، بالخصوص وہ عطیہ جس میں دینے والے کی کوئی منفعت متعلق نہ ہو۔[4] بعض حضرات نے ہبہ اور ہدیہ میں فرق کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا (بادشاہ یا رئیس) کسی چھوٹے کو کوئی چیز عطیہ کرے تو اسے ہبہ کہا جاتا ہے جب کہ اگر کوئی چھوٹا کسی بڑے کو عطیہ کرے تو اسے ہدیہ کہا جاتا ہے۔

ہبہ کا اصطلاحی مفہوم

ہبہ کی تعریف کے سلسلے میں ائمہ اربعہ کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، اس لیے ان تمام کی تعریفات کو الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہبہ کے بارے میں ان کے موقف کی وضاحت ہو سکے۔

مالکیہ کے ہاں ہبہ کی تعریف

مالکیہ میں علامہ ابن عرفہ نے ہبہ کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے:

الھبة لا لثواب تمليک ذی منفعة لوجه المعطى بغير عوض [5]

ہبہ بغیر ثواب اور بغیر عوض کے کسی منفعت والی چیز کا کسی کو مالک بنا دینا

ابن عرفہ کی مذکورہ تعریف جامع مانع معلوم نہیں ہوتی، مانع تو اس لیے نہیں کہ ان کی یہ تعریف وصیت کو بھی شامل ہو رہی ہے جب کہ وصیت اور ہبہ میں فرق ہے اس طرح ان کی تعریف جامع اس لیے نہیں کہ ہبہ سے مقصود ثواب بھی ہوتا ہے، اللہ کی رضا بھی ہوتی ہے، جب کہ ان کی اس تعریف سے ثواب بھی نکل رہا ہے۔

شافعیہ کے ہاں ہبہ کی تعریف

الفاظ کے فرق کے ساتھ شافعیہ کے ہاں بھی ہبہ کا وہی مفہوم ہے جو مالکیہ کی تعریف سے مستفاد ہوتا ہے چنانچہ ان کے ہاں ہبہ کی تعریف یہ ہے: التمليک بلا عوض ھبة فی حال الحياة تطوعا[6] "کسی عین چیز کا کسی دوسرے کو بلا عوض مالک بنا دینا ہبہ کہلاتا

---

[4] ابو الفضل محمد بن مکرم بن منظور، لسان العرب، (بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ) ۱: ۸۰۴۔

[5] ابی عبد اللہ محمد الانصاری الرصاع، شرح حدود ابن عرفہ، القسم الثانی، باب الھبۃ، (بیروت: دار الغرب الاسلامی 1993) ۵۵۲۔

[6] محمد الخطیب الشربینی، **مغنی المحتاج**، (**بیروت: دار احیاء التراث العربی**، س ن)، ۳: ۵۵۹۔

ہے"۔شافعیہ کی اس تعریف سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہبہ کے درست ہونے کے ضروری ہے کہ کسی عین چیز کا مالک بنایا جائے، لفظ تملیک سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مالک بنانے کے لیے ایجاب وقبول کا ہونا بھی ضروری ہے، اس طرح اس لفظ سے عاریت اور ضیافت بھی خارج ہو جاتے ہیں۔اور بلاعوض کی قید سے بیع نکل گئی کیونکہ بیع میں کسی چیز کی تملیک عوض کے ساتھ کی جاتی ہے۔اسی طرح فی حال الحیاۃ تطوعا سے وصیت خارج ہو گئی۔

احناف کے نزدیک ہبہ کی تعریف

احناف کے ہاں بھی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ہبہ کی مختلف تعریفات ملتی ہیں لیکن سب کا معنی مشترک ہی ہے۔مثال کے طور پر علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق میں ہبہ کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے: تملیک العین بلاعوض[7] کسی عین کا کسی کو بلاعوض مالک بنادینا ہبہ کہلاتا ہے۔درر الحکام شرح مجلۃالاحکام میں اس تعریف کے بعد ہبہ سے متعلق اصطلاحات کی بھی توضیح کردی ہے لکھتے ہیں کہ ہبہ کرنے والے کو واہب اور جس کو ہبہ کیا جارہا ہو، اسے موہوب لہ اور جو چیز ہبہ کی جارہی ہو اسے موہوب کہا جاتا ہے[8]۔ شیخ عبدالرحمن الجزیری نے الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں احناف کی تعریف کے ضمن میں ایک اور بات کا بھی اضافہ فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: الھبۃ تملیک العین بلاشرط العوض فی الحال[9] کسی عین چیز کا فی الحال کسی کو بغیر عوض کے مالک بنادینا ہبہ کہلاتا ہے۔اس تعریف کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص خود کسی عین چیز کا مالک ہو، تو اس کے لیے گنجائش ہے کہ وہ اپنی یہ چیز کسی کو ہبہ کردے۔اور فی الحال کے لفظ سے وصیت کو خارج کردیا اس لیے کہ وصیت میں تملیک العین مستقبل میں ہوتی ہے۔

حنابلہ کے ہاں ہبہ کی تعریف

حنابلہ کے ہاں ہبہ کی تعریف یہ ہے: تملیک فی حیاتہ بغیر عوض[10] اپنی زندگی میں کوئی چیز بلاعوض کسی کی ملکیت میں دے دینا ہبہ کہلاتا ہے۔

ان تمام تعریفات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہبہ میں کسی دوسرے شخص کو مالک بنانا ضروری ہے، اسی سے ہبہ کے تام ہونے کی شرط بھی واضح ہوتی ہے کہ ہبہ کے تام ہونے کے لیے ضروری ہے کہ واہب اپنی مملوکہ چیز موہوب لہ کی ملکیت میں دے دے ۔پھر کیا کسی کو زبانی کہہ دینے سے وہ چیز موہوب لہ کی ملکیت میں چلی جائے گی؟ اس بات کو بھی سمجھنے کے لیے ہبہ کی شرائط کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔

ہبہ کے تام ہونے کی شرائط

1۔کسی چیز کے قابل ہبہ ہونے کی پہلی شرط واہب کی اس پر جائز ملکیت ہے چنانچہ غصب کردہ یا غیر مملوکہ اشیاء کا ہبہ درست نہیں ۔اگر موہوب لہ کو اس غصب کا علم تھا اور پھر بھی اس نے ہبہ قبول کرلیا تو وہ اس پر ضامن ٹھہرایا جائے گا۔[11]

---

[7] فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق،(القاھرۃ: دارالکتب الاسلامی،۱۴۱۴ھ)،۶:۹۱۔

[8] علی حیدر، تعریب: فھمی الحسینی، درر الحکام شرح مجلۃالاحکام،(دار عالم الکتب لبنان ۲۰۰۳)، ص۳۸۹۔

[9] عبدالرحمن الجزیری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ،(بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن)۳:۲۸۹۔

[10] ابواسحاق برھان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ ابن مفلح، المبدع فی شرح المقنع،،(القاھرۃ: دارالکتب الاسلامی،۱۴۱۴ھ)ص۱۹۰۔

[11] عبدالرحمن الجزیری، الفقہ علی مذاہب الاربعہ، ج۳ص۴۱۶۔

2۔ وہ چیز معدوم نہ ہو، جیسے درختوں کے پھل آنے سے ہبہ کرنا۔ لہذا ایسی معدوم کا ہبہ باطل ہوگا۔[12]

3۔ وہ چیز مجہول بھی نہ ہو۔ جیسے جانور کا حمل، اپنی ماں کے پیٹ میں[13]

4۔ موہوبہ چیز غیر موہوبہ چیز سے الگ بھی ہو۔ مثال کے طور بھیڑ کے بال اس کے جسم سے یا پھل درخت سے الگ ہو۔[14]

5۔ ہبہ مشاع (وہ شی جس کی ملکیت میں دو افراد یا دو سے زائد افراد مشترکہ طور شریک ہوں) کے بارے میں کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر وہ شی ناقابل تقسیم ہے مثال کے طور پر گھوڑا، مگر حصوں کی مقدار متعین و معلوم ہے تو یہ ہبہ حصوں کی تقسیم کے بغیر بھی درست ہوگا۔[15] لیکن اگر وہ شی قابل تقسیم ہے مثال کے طور پر پلاٹ وغیرہ تو اس کا ہبہ حنابلہ اور شافعیہ نزدیک جائز ہے، مگر احناف کے نزدیک اس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک اس کو تقسیم نہ کر لیا جائے۔[16] اگر ایک چیز دو افراد کی یکساں طور پر ملکیت ہے ان میں سے ایک اپنی ملکیت کسی دوسرے فرد کو ہبہ کردے تو یہ ہبہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک باطل ہوگا جب کہ امام محمد امام ابو یوسف امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک درست ہوگا۔[17] ہاں البتہ اگر شیوع ہبہ کے بعد طاری ہوا تو وہ مانع ہبہ نہیں۔[18]

6۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ چیز واہب کے قبضے میں ہوں، اگر قرض پر دی ہوئی رقم یا مغصوب شدہ چیز ہبہ کی گئی ہو تو ہبہ درست نہ ہوگا۔ بجز اس کے کہ مقروض کو قرض یا غاصب کو اس کی غصب کردہ چیز ہبہ کر دی گئی تو یہ ہبہ درست ہوگا۔[19]

7۔ وہ چیز کچھ مالیت بھی رکھتی ہو یعنی وہ مال متقوم کہی جا سکتی ہو، ان اشیاء میں مادی اور غیر مادی دونوں قسم کی اشیاء شامل ہیں۔[20]

8۔ شریعت کی رو سے اس کی خرید و فروخت اور نقل و حمل کی ممانعت بھی نہ ہو۔ مثلاً شراب اور منشیات وغیرہ[21]

9۔ اس کی ملکیت ناقابل انتقال بھی نہ ہو۔ مثلاً ام ولد کی ملکیت کا ہبہ درست نہیں۔

10۔ وہ چیز کسی مصرف میں مشغول بھی نہ ہو۔[22]

ہبہ کے ارکان

---

[12] شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسی، المبسوط (بیروت: دارالمعرفۃ، ۱۴۱۴ھ) ۱۲:۷۱۔

[13] المبسوط، ج ۱۲ ص ۷۲۔

[14] حوالہ بالا

[15] علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، الھدایہ، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن) ۳:۲۶۹۔

[16] حوالہ بالا

[17] ہدایہ ج ۳ ص ۲۷۰۔

[18] ہدایہ ج ۳ ص ۲۸۷ تا ۲۸۹۔

[19] ہدایہ ج ۳ ص ۲۷۱۔

[20] عبدالرحمن الجزیری، الفقہ علی مذاہب الاربعہ، ج ۳ ص ۳۸۷۔

[21] حوالہ بالا

[22] عبدالرحمن الجزیری، الفقہ علی مذاہب الاربعہ ج ۳ ص ۳۸۵ تا ۳۹۸۔

ہبہ کے تام ہونے کے لیے اس میں مزید کچھ اشیاء کا پایا جانا ضروری ہے اگر یہ نہ پائی گئی تو ہبہ درست نہ ہو گا، ذیل میں انہیں مختصرا درج کیا جاتا ہے:

1۔ ہبہ کے لیے ایجاب وقبول اور قبضے کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی واہب اپنی رضا کے ساتھ کوئی چیز دے اور موہوب لہ اپنی خوشی سے قبول کر کے اسے اپنے تصرف میں لے لے تو ہبہ ہو گیا اور وہ چیز واہب کی ملکیت سے نکل کر موہوب لہ کی ملکیت میں چلی گئی۔

2۔ ایجاب وقبول میں ہبہ کا لفظ کہنا صراحتا ضروری نہیں، بلکہ جس طرز عمل سے دی ہوئی چیز لینے والے کی ملکیت ہو جاتی ہے وہ ایجاب وقبول سمجھا جائے گا مثلا کسی نے کہا میں اپنی کتاب آپ کو ہدیہ کرتا ہوں اور آپ نے شکر ادا کر کے لے لی تو کتاب ہبہ ہو گئی یا آپ نے خاموشی سے لے لی تو بھی وہ آپ کی ملکیت میں آگئی یا آپ نے اپنے کسی دوست سے کوئی چیز بطور ہبہ یا ہدیہ مانگی اور اس نے بخوشی دے دی تو وہ چیز ہبہ ہو گئی مگر حتی الامکان اس طرح مانگنا نہیں چاہیے۔

3۔ کسی نے کپڑا خریدا اور بیوی سے کہا اس میں سے اپنا جوڑا بنوالو، یا زیور بنوایا اور بیوی سے کہا کہ اسے پہن لو، یہ ہبہ ہو گیا اور وہ چیز عورت کی ملک ہو گئی، اب کسی ناراضگی کے وقت واپس لینا گناہ ہے۔

4۔ واہب کا عاقل بالغ ہونا ضروری ہے، کوئی نابالغ بچہ اگر ہبہ کر دے تو والدین یا مربی واپس لے سکتے ہیں۔

5۔ ہبہ میں واہب کی رضا ضروری ہے، زبردستی ہبہ کروانا یا اصرار کر کے ہبہ کروانا درست نہیں ہے۔

6۔ واہب نے کسی چیز کو واضح الفاظ میں ہبہ کیا ہو، مثلا میں یہ گھڑی آپ کو دیتا ہوں، آپ اس سے لے لیجئے اب موہوب لہ اسی وقت اس سے لے لے یا بعد میں لے، دونوں جائز ہے۔ لیکن اگر مبہم الفاظ میں کہا کہ میں یہ گھڑی آپ کو دینا چاہتا ہوں یا دوں گا، یہ نہیں کہا کہ لے لیجئے، اگر موہوب لہ اسی وقت گھڑی قبضہ میں لے لے تو وہ اس کی ہو گئی، لیکن اگر اس وقت نہ لے اور پھر کسی وقت لینا چاہے تو درست نہ ہو گا۔ جب تک دوبارہ واہب سے اجازت نہ لی گئی ہو۔

7۔ ہبہ یا ہدیہ کی ہوئی چیز کو قبضے میں دے دینا ضروری ہے اگر وہ چیز دوسرے کے قبضے میں ہے تو واہب کو اس کے قبضے سے نکال کر موہوب لہ کے قبضے میں دینا ضروری ہے،

8۔ مال جس کے قبضے میں تھا اسی کو وہ ہبہ کر دیا تو ہبہ ہو گیا، واہب پر لازم نہیں کہ دوبارہ قبضہ دلائے۔

9۔ کسی نے اپنا قرض یا اپنا حق مطالبہ ہبہ کر دیا اور مقروض یا مدیون نے اسے قبول کر لیا تو اب مطالبے کا حق واہب کو نہیں رہا۔

10۔ موہوب یعنی جو چیز ہبہ کی گئی اس پر قبضے سے پہلے واہب یا موہوب لہ کا انتقال ہو جائے تو ہبہ باطل ہو جائے گا کیونکہ ہبہ قبضے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

11۔ نابالغ بچہ ہبہ نہیں کر سکتا البتہ اس کو ہبہ کیا جا سکتا ہے۔[23]

امام ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) نے عمریٰ کے بارے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ نقل کیا ہے۔ پہلے جس روایت کا ذکر کیا ہے وہ مختصر اور مجمل تھی، بعد میں مفصل روایت بھی ذکر کر دی، جس سے مقدمہ کی نوعیت مزید واضح ہو گئی۔ ذیل میں پہلے مجمل روایت ذکر کی جاتی ہے، پھر مفصل ذکر کی جائے گی:

---

[23] حوالہ بالا

مجمل روایت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: " نَحَلَ رَجُلٌ مِنَّا أُمَّهُ نَخْلًا حَيَاتَهَا، فَلَمَّا مَاتَتْ، قَالَ: أَنَا أَحَقُّ بِنِحَلِي، فَقَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا مِيرَاثٌ[24]

ہم میں سے کسی شخص نے اپنے ماں کو کوئی چیزان کی زندگی تک ہبہ کی، جب وہ وفات پاگئیں، تو وہ کہنے لگے کہ میں اپنے ہبہ کا زیادہ حق دار ہوں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: وہ چیزان کی والدہ کی میراث بن چکی ہے۔"

مفصل روایت

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْطَاهَا ابْنُهَا حَدِيقَةً مِنْ نَخْلٍ، فَمَاتَتْ، فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أَعْطَيْتُهَا حَيَاتَهَا، وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هِيَ لَهَا حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا» ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا، قَالَ: «فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ»[25]

"نبی امی علیہ السلام نے انصار کی کسی عورت کے بارے میں، جس کو اس کے بیٹے نے اپنا کھجور کا باغ ہدیہ کیا تھا، اس کے بعد وہ وفات پاگئی، تو اس کے بیٹے نے کہا کہ میں تو وہ باغ ان کی زندگی تک ان کو ہدیہ کیا تھا، ان کے اور بھائی بھی تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ باغ انہی کا ہو گیا تھا، ان کی حیات میں بھی اور موت کے بعد بھی، اس نے عرض کیا اگر میں نے یہ باغ انہیں صدقہ کیا ہوتا تو تب بھی مجھے نہ ملتا، آپ نے فرمایا: پھر تو تم اسے کبھی نہ لے سکتے"۔

مفصل روایت کے ہم معنی ایک اور روایت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ بَتْلَةً، لَيْسَ لِلْمُعْطِي فِيهَا شَرْطٌ، وَلَا ثُنْيَا»[26]

"عمریٰ" (یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کو کوئی چیز ہبہ یا ہدیہ کرے اور کہے کہ یہ چیز تمہاری زندگی یا میری زندگی تک تمہارے پاس ہے) کے بارے میں فیصلہ فرمایا: کہ جو چیز ہبہ کی گئی ہے کہ وہ یقینی طور پر اسی کی ہے جسے وہ دے دی گئی، دینے والے کے لیے کسی قسم کی شرط لگانا جائز نہیں اور نہ ہی وہ اسے واپس لے سکتا ہے"۔

حدیث کی کتابوں میں اس مضمون سے ملتی جلتی مختلف روایات موجود ہیں، جن سے فقہاء نے "عمریٰ" کے بارے میں استدلال کیا ہے۔ ذیل میں فقہاء کی آراء کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

---

[24] ابو بکر بن ابی شیبہ، **المصنف**، کتاب اقضیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۶:۷، رقم: ۲۹۰۷۳۔

[25] ابو بکر بن ابی شیبہ، **المصنف**، کتاب اقضیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۶:۷، رقم: ۲۹۱۱۶۔

[26] ابو بکر بن ابی شیبہ، **المصنف**، کتاب اقضیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۶:۷، رقم: ۲۹۰۸۰۔

عمریٰ کا لغوی مفہوم

عمریٰ عمر سے ماخوذ ہے، لغت میں جس کے معنی اپنی کوئی چیز کسی دوسرے شخص کو اس شرط کے ساتھ دینا کہ جب تک تم یا میں زندہ ہوں یہ چیز تمہاری ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص اپنا گھر اپنے بھائی کو دے دے، اور یہ کہے یہ گھر آپ کا ہے جب آپ حیات ہیں یا جب تک میں حیات ہوں۔ یہ لفظ عین کے ضمہ، میم کے سکون اور را مقصورا (عُمرٰی) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، بعض نے عین اور میم کے ضمہ کے ساتھ "عُمُری" اور بعض نے عین کے فتحہ اور میم کے سکون "عَمرٰی" پڑھا ہے[27]۔

ابن منظور افریقی کے نزدیک عمریٰ کا مفہوم

ابن منظور افریقی (م ۷۱۱ھ) نے لسان العرب میں اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے: والعمری: ما تجعله للرجل طول عمرك أو عمره. وقال ثعلب: العمرى أن يدفع الرجل إلى أخيه دارا فيقول: هذه لك عمرك أو عمري، أينا مات دفعت الدار إلى أهله، وكذلك كان فعلهم في الجاهلية. وقد عمرته أياه وأعمرته: جعلته له عمره أو عمري[28]

"عمریٰ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو اپنی چیز اس کی حیات تک یا اپنی حیات تک ہبہ کر دے۔ امام ثعلب فرماتے ہیں کہ عمریٰ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو اپنا گھر ہبہ کرے اور یہ کہے کہ جب تک میں یا تم حیات ہو، اس وقت تک یہ گھر آپ کا ہے، ہم میں جو شخص بھی وفات پا گیا تو یہ گھر مجھے واپس کر دیا جائے گا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے۔"

علامہ جرجانی کے نزدیک عمریٰ کی توضیح

علامہ جرجانی (م ۸۱۶ھ) نے التعریفات میں عمریٰ کی وضاحت یوں کی ہے:

العمري: هبة شيء مدة عمر الموهوب له، أو الواهب بشرط الاسترداد بعد موت الموهوب له. مثل أن يقول: داري لك عمري، فتمليكه صحيح وشرطه باطل[29]

"کوئی چیز کسی کو ہبہ کرنا اس شرط کے ساتھ کہ جب تک موہوب لہ زندہ ہے اس وقت تک اس کی ہے، جب وہ مر جائے تو واپس کر دیجائے، جیسے کوئی یہ کہے: داري لك عمري میرا گھر آپ کی حیات تک آپ کا ہے، ایسی صورت میں گھر اس شخص کا ہو جائے گا اور واہب کی طرف سے واپسی کی شرط باطل قرار دی جائے گی"۔ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ "المعجم الوسیط[30]" میں بھی یہی معنی بیان کیے گئے ہیں۔

عمریٰ کا اصطلاحی مفہوم

عمریٰ کے اصطلاحی مفہوم میں فقہاء کی طرف سے مختلف عبارات منقول ہیں، ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عمریٰ کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔

---

[27] محمد بن احمد بن محمد علیش، ابو عبداللہ المالکی، منح الجلیل شرح مختصر خلیل، ۸، ۲۰۱۔

[28] ابن منظور افریقی، لسان العرب، فصل العین المھملۃ، بیروت: دار صادر، ۱۴۱۴ھ، ۴، ۶۳۰۔

[29] علی بن محمد الجرجانی، کتاب التعریفات، ۱، ۱۵۷۔

[30] ڈاکٹر ابراہیم انیس ونخبۃ من علماء مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاھرۃ، المعجم الوسیط، (قاھرۃ: دار الدعوۃ، س ن) ۲، ۶۲۷۔

ابن نجیم کے نزدیک عمریٰ کا مفہوم

احناف میں علامہ ابن نجیم (م ۹۷۰ھ) نے بحر الرائق میں ان الفاظ کے ساتھ وضاحت کی ہے: الْعُمْرَى تَمْلِيكٌ لِلْحَالِ فَتَثْبُتُ الْهِبَةُ وَيَبْطُلُ مَا اقْتَضَاهُ مِنْ شَرْطِ الرُّجُوعِ[31] "کسی چیز کو فی الحال کسی کی ملکیت میں دے دینا، عمری کہلاتا ہے، ایسی صورت میں ہبہ تام ہو جائے گا، اور واپسی کی شرط باطل ہو جائے گی"۔ جب کہ مالکی علماء میں سے ابو عبداللہ المالکی (م ۱۲۹۹ھ) نے منح الجلیل میں اس کی تعریف یوں کی ہے: الْعُمْرَى تَمْلِيكُ مَنْفَعَةٍ حَيَاةَ الْمُعْطِي بِغَيْرِ عِوَضٍ إنْشَاءً[32] "کسی چیز کی منفعت بغیر عوض کے دوسرے کی ملکیت میں دے دینا، جب تک دینے والا زندہ ہے"۔ اس تعریف سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مالکیہ کے ہاں عمری ہبہ نہیں ہے بلکہ عاریت ہے۔

علامہ مزنی کے نزدیک عمریٰ کی تشریح

شوافع میں سے علامہ مزنی نے امام شافعی کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(قَالَ الْمُزَنِيّ) : - رَحِمَهُ اللَّهُ - مَعْنَى قَوْلِ الشَّافِعِيِّ عِنْدِي فِي الْعُمْرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ قَدْ جَعَلْت دَارِي هَذِهِ لَكَ عُمُرَكَ أَوْ حَيَاتَكَ أَوْ جَعَلْتهَا لَكَ عُمْرَى أَوْ رُقْبَى، وَيَدْفَعُهَا إلَيْهِ فَهِيَ مِلْكٌ لِلْمُعَمَّرِ تُورَثُ عَنْهُ إنْ مَاتَ[33]

"کوئی شخص دوسرے کو اپنے گھر کا مالک بنادے، اور کہے کہ میری یا آپ کی زندگی تک یہ گھر آپ کا ہے، ایسی صورت میں وہ گھر مالک کی ملکیت سے نکل جائے گا، اور موہوب لہ اس کا ملک بن جائے گا اور اسی کی وراثت کا حصہ ہو گا"۔

علامہ ابن قدامہ کے نزدیک عمریٰ کی وضاحت

حنابلہ میں سے ابن قدامہ (م ۶۱۰ھ) نے المغنی میں اسی طرح کے الفاظ نقل فرمائے ہیں: وَصُورَةُ الْعُمْرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: أَعْمَرْتُك دَارِي هَذِهِ، أَوْ هِيَ لَك عُمْرِي، أَوْ مَا عِشْتَ، أَوْ مُدَّةَ حَيَاتِك، أَوْ مَا حَيِيت، أَوْ نَحْوَ هَذَا. سُمِّيَتْ عُمْرَى لِتَقْيِيدِهَا بِالْعُمُرِ[34] "" کوئی شخص دوسرے کو اپنے گھر کا مالک بنادے، اور کہے کہ میری یا آپ کی زندگی تک یہ گھر آپ کا ہے، اسے عمری کہنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس میں عمر بھر کی قید لگائی جاتی ہے"۔

عمریٰ کے مشروع ہونے کی دلیل

چونکہ عمریٰ بھی ہبہ کی ایک شکل ہے اور ہبہ کے تام ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ واہب ہبہ کرنے کے بعد شی موہوب سے اپنی ملکیت ختم کردے، جب کہ عمریٰ میں صورت اس کے برعکس ہوتی ہے اس لیے یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا عمریٰ شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے مصنف ابن ابی شیبہ میں روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عمری جائز ہے، اور تمام فقہاء بھی اس بات پر

---

[31] زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم، **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**، ۷، ۲۸۵۔

[32] محمد بن احمد بن محمد علیش، ابو عبداللہ المالکی، **منح الجلیل شرح مختصر خلیل**، ۸، ۲۰۱۔

[33] ابو ابراہیم، اسماعیل بن یحیی المزنی، **مختصر المزنی**، (بیروت: دار المعرفۃ، ۱۴۱۰ھ)، ۸، ۲۳۴۔

[34] ابن قدامۃ، **المغنی**، ۶، ۶۷۔

متفق ہیں، لیکن ان کے مابین اختلاف اس بات پر ہوا ہے کہ آیا عمری کی صورت میں وہ چیز واہب یعنی ہبہ کرنے والے کی ملکیت سے خارج ہو جائے گی یا نہیں؟۔ یہاں کل تین صورتیں ہیں، دو اتفاقی اور ایک اختلافی ہے۔

پہلی اتفاقی صورت

ہبہ کرنے والا شخص مطلقا بات کہے کہ میں اپنا گھر آپ کو دیتا ہوں، واپسی کی قید نہ لگائے، ایسی صورت میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ چیز واہب کی ملکیت سے خارج ہو جائے گی۔

دوسری اتفاقی صورت

دوسری صورت یہ کہ ہبہ کرنے والا شخص اپنا گھر ہبہ کرتے وقت یہ وضاحت بھی کردے کہ یہ آپ کا ہے اور آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کے ورثاء کا ہوگا۔ اس صورت میں بھی تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ چیز واہب کی ملکیت سے خارج ہو جائے گی۔

اختلافی صورت

فقہاء کے مابین اختلاف اس صورت میں ہوا ہے کہ جب واہب ہبہ کرتے وقت یہ شرط لگائے کہ تمہاری یا میری وفات کے بعد یہ چیز میری ہوگی۔ جمہور حضرات کی رائے یہ ہے کہ اب بھی یہ چیز واہب کی ملکیت سے خارج ہو گئی، اور واپسی کی شرط لگانا شرط فاسد ہے اور ہبہ میں اگر شرط فاسد لگائی جائے تو وہ شرط باطل ہو جاتی ہے ہبہ تام ہو جاتا ہے۔ جمہور حضرات کی موطا امام مالک کی روایت ہے: «أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ. فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا. لاَ تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا أَبَداً ، لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ»[35] "جس شخص نے عمری پر کوئی چیز کسی کو دی اور ساتھ یہ شرط لگائی کہ میرے یا تمہارے مرنے کے بعد میری ہوگی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وہ چیز اسی کی ہوگی جس کا مالک بنایا گیا تھا، اس لیے کہ یہ ایسی عطاء جس میں میراث جاری ہو جاتی ہے۔" اسی طرح ہماری مذکورہ روایات جنہیں ہم اوپر ذکر کر کے آئے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْطَاهَا ابْنُهَا حَدِيقَةً مِنْ نَخْلٍ، فَمَاتَتْ، فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أَعْطَيْتُهَا حَيَاتَهَا، وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هِيَ لَهَا حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا» ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا، قَالَ: «فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ»[36]

"نبی علیہ السلام نے انصار کی کسی عورت کے بارے میں، جس کو اس کے بیٹے نے اپنا کھجور کا باغ ہدیہ کیا تھا، اس کے بعد وہ وفات پا گئی، تو اس کے بیٹے نے کہا کہ میں تو وہ باغ ان کی زندگی تک ان کو ہدیہ کیا تھا، ان کے اور بھائی بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ باغ انہی کا ہو گیا تھا، حیات میں اور موت کے بعد، اس نے عرض کیا اگر میں نے یہ باغ انہیں صدقہ کیا ہوتا تو تب بھی مجھے نہ ملتا، آپ نے فرمایا: پھر تو تم اسے کبھی نہ لے سکتے"۔

مذکورہ روایت بھی جمہور حضرات کا بہت بڑا مستدل یہی جملہ ہے: «هِيَ لَهَا حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا» کے الفاظ فرما کر وضاحت فرمادی کہ واپسی کی شرط باطل ہے۔ اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت جس میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مذکور ہے کہ واپسی

---

[35] مالک بن انس، **الموطا**، باب القضاء فی العمری، ۴، ۱۰۹۳، ارقم: ۲۷۹۷۔

[36] ابو بکر بن ابی شیبہ، **المصنف**، کتاب اقضیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۶:۷، رقم: ۲۹۱۱۶۔

کی شرط باطل ہے: «أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ لَا تَعْمُرُوهَا، فَمَنْ أَعْمَرَ عُمْرَى فَهِيَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ»[37] "اپنے اموال اپنے پاس ہی رکھو، انہیں عمری پر نہ دو، لہذا اگر کسی نے اپنا مال عمری پر دے دیا تو وہ اس کی ملکیت سے نکل گیا اور جس کو دیا اس کی میراث بن گیا"۔ البتہ مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اس صورت میں وہ منفعت ہبہ کر رہا ہے نہ کہ عین۔ اس لیے جب واہب یا موہوب لہ کی وفات ہو گی تو واپس کر دی جائے گی۔ ان کا موقف یہ ہے کہ مذکورہ احادیث کا اصل محل منفعت ہے، ہبہ کرنے والا شخص اپنی چیز کی منفعت ہبہ کر رہا ہے، لہذا جو شرط لگائے گا اس کا اعتبار کر کیا جائے گا۔ قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے اس کی وضاحت فرمائی ہے: اصل العمری معناها ان یقول الرجل للرجل: هذه الدار حقه فیها، وهی لمن اعمرولعقبه[38] "عمری کا اصل مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو گھر دیتے وقت گویا یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ یہ گھر آپ کا نہیں بلکہ اس گھر میں رہنے کا حق آپ کو دے رہا ہوں، اور اس وقت تک جب تک تم یا میں زندہ ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں وہ گھر عمری پر دینے والے کا ہی ہو گا۔

عہد حاضر میں عمریٰ کی نئی صورتیں

1۔ عصر حاضر میں شادی کے وقت بیوی کو مکان اس طرح ہبہ کر دے کہ تاحیات میرا یہ گھر تیرا ہے، اتفاق سے شوہر کا انتقال ہو گیا اور عورت اپنی پوری زندگی اس سے متمتع ہوتی رہی، تو یہ مکان عورت ہی کی ملکیت سمجھا جائے گا اگر عورت کا اس دوران انتقال ہو جائے تو بعد میں یہ مکان عورت کی میراث کے طور پر اسی کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ شوہر کے ورثاء اس کے مستحق نہیں ہوں گے۔

2۔ اسی طرح کسی کے قتل کے بعد بدل صلح کے طور پر قاتل نے مقتول کے اولیاء سے اس بات پر صلح کی کہ میں نے اپنا فلاں باغ یا کھیت آپ کو اس وقت تک دے دیا جب تک آپ زندہ ہیں۔ اور مقتول کے اولیاء نے اس باغ یا کھیت پر قبضہ کر لیا۔ تو یہ باغ یا کھیت انہیں کی ملکیت میں سمجھا جائے گا۔ اب اگر مقتول کے اس وارث کا انتقال ہو گیا جس نے اس باغ یا کھیت پر قبضہ کیا تھا، تو یہ باغ اسی کی میراث سمجھا جائے گا اور قاتل کے ورثاء واپس لینے کے مستحق نہیں ہوں گے۔

3۔ اسی طرح اگر کسی مالک نے اپنے ملازم سے یہ کہا یہ دوکان میں نے آپ کو عمر بھر کے لیے دے دی، پھر اس ملازم نے اس دوکان پر قبضہ کر لیا، بعد میں اصل مالک کا انتقال ہو گیا تو یہ دوکان اصل مالک کی میراث کے طور پر تقسیم نہیں کی جائے گی بلکہ جس دن ملازم نے اس دوکان پر قبضہ کیا تھا اسی دن سے یہ مالک کی ملکیت سے خارج ہو گئی تھی۔ لہذا ملازم کے انتقال کے بعد مذکورہ دوکان اسی ملازم کے ترکہ کے طور پر تقسیم کی جائے گی۔

خلاصہ بحث

دین اسلام میں معاملات کی صفائی پر بہت زور دیا گیا ہے کہ اس سے معاشرے میں بھائی چارہ اور ایثار و قربانی کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ آپس کی محبت کو برقرار رکھنے کے لیے ایک دوسرے کو ہبہ وہدیہ کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ عقود مالیہ میں سے ایک اہم عقد ہبہ بھی ہے جس کی جزوی تفصیلات کو فقہائے کرام نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ ہبہ کی ایک صورت عمریٰ بھی ہے، جس میں

---

[37] ابو بکر بن ابی شیبہ، **المصنف**، کتاب اقضیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۶:۷، رقم: ۲۲۶۱۸۔

[38] القاضی عیاض، **شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض المسمی اکمال المعلم بفوائد مسلم**، (مصر: دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۹ھ)، ۵:۳۵۶۔

کوئی شخص کسی دوسرے کو ہبہ کرتے وقت یہ قید لگائے کہ فلاں چیز آپ کو آپ کی عمر بھر کے لیے ہبہ کر دی،اس کی فقہی تکییف میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے جمہور کی رائے یہ ہے کہ عمری کے طور پر ہبہ کرنے والا اپنے چیز کو واپس نہیں لے سکتا جب کہ مالکیہ اسے عاریت سمجھتے ہیں نہ کہ ہبہ،اس لیے ان کے ہاں واپسی کی جا سکتی ہے۔